بیوت الحمد سکیم میں وسعت

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍ نومبر ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ (البینۃ:۶)

قرآن کریم نے مذاہب کا جو خلاصہ بیان فرمایا ہے وہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اپنی طاقتوں کو خرچ کرنا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہی وہ دین قیمہ ہے جو قرآن کریم میں خلاصۃً محفوظ کر دیا گیا ہے۔ گویا دنیا کے تمام مذاہب انہی دو باتوں کی تعلیم دیتے رہے ہیں اور کسی مذہب کی سچائی کی پہچان اس سے بہتر نہیں ہوسکتی کہ اس میں یہ دونوں اجزا شامل ہوں۔ وہ مذہب جو خدائے واحد کی عبادت کی تعلیم نہیں دیتا اور بنی نوع انسان سے بلا امتیاز مذہب وملت ہمدردی اور پیار اور شفقت کی تعلیم نہیں دیتا وہ اس کسوٹی پر پورا نہیں اترتا اس کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ یا تو وہ شروع سے ہی جھوٹا تھا یا بعد میں اس میں جھوٹ شامل کر دیا گیا۔

پس تمام انبیاء علیہم السلام جب بھی دنیا میں آئے انہوں نے اپنے ماننے والوں کو یہی تعلیم دی کہ وہ خدائے واحد کی عبادت کریں اور بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی کریں۔ چنانچہ قرآن کریم ایک اور جگہ انبیاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۤءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۴﴾ (الانبیاء: ۷۴)

کہ ہم نے ان سارے انبیاء کو امام بنایا تھا ایسے امام جو مہدی بھی تھے یعنی ہم سے ہدایت پا کر پھر آگے حکم جاری کرتے تھے۔ وہ اپنی طرف سے ہدایتیں نہیں دیتے تھے بلکہ ہماری ہدایت کے تابع مہدی ہوتے ہوئے آگے حکم جاری فرمایا کرتے تھے اور ان سب انبیاء پر ہم نے جو وحی کی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ اچھے کام کرو اِقَامَ الصَّلٰوةِ اور نماز کو قائم کرو اِيْتَاۤءَ الزَّكٰوةِ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اللہ کی خاطر خرچ کرو وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ اور یہ سارے کے سارے ہماری عبادت کیا کرتے تھے۔

گزشتہ سال جب اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ پانچ سو سال کے بہت ہی دردناک تعطل کے بعد سپین میں پہلی مسجد کا افتتاح کرے تو اس کے بعد حمد اور شکر کے طور پر میں نے ''بیوت الحمد'' کی تحریک کی کیونکہ عبادت کا بنی نوع انسان کی ہمدردی سے گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ میرے ذہن میں یہی تاثر تھا جس کی بنا پر میں نے مسجد کا شکرانہ ادا کرنے کے لئے ایک اور نیکی کی تعلیم دی تا کہ عبادت کا دوسرا پہلو یعنی خدا کی خاطر بنی نوع انسان کے ساتھ تعلق پیدا کرنا اور ان کی ہمدردی کرنا یہ بھی پورا ہو جائے اور اپنے رب کے حضور شکرانے کا ایک اظہار بھی ہو جائے۔

چنانچہ اب مسجد آسٹریلیا کی بنیاد ڈالنے کی توفیق ملی ہے تو میں اسی تحریک کو دہرانا چاہتا ہوں۔ اب یہ تحریک میرے ذہن میں نسبتاً زیادہ وسعت اختیار کر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر سال مساجد کی تعمیر کی توفیق دیتا ہی چلا جا رہا ہے اور عبادت کرنے والے بھی دن بدن جماعت احمدیہ میں بڑھ رہے ہیں اس لئے عبادت کے دوسرے پہلو کا حق بھی ساتھ ساتھ اسی طرح ادا ہوتے رہنا چاہئے۔ چنانچہ غربا کی ہمدردی میں جو مختلف تحریکات جماعت احمدیہ میں جاری ہیں اور ہمیشہ سے جاری ہیں ان میں ایک بیوت الحمد کا اضافہ ہو چکا ہے جس کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کی ہمدردی کی یہ تعلیم مکمل ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت کا جو تصور عطا فرمایا تھا اس کا خلاصہ یہی تھا جسے آج کل کی زبان میں روٹی، کپڑا اور مکان کہتے ہیں اور یہ وہ تعلیم ہے جسے انسان

نے اپنی ترقی کی انتہا پر جا کر سیکھا ہے لیکن قرآن کریم ہمیں یہ بتاتا ہے کہ خدا نے آدمؑ کو جب تہذیب سکھانی شروع کی تو اس کے آغاز میں پہلی تعلیم یہ تھی کہ جنت کا تصور یہ ہے کہ اس میں روٹی کپڑا اور مکان مہیا ہونے چاہئیں۔ چنانچہ جب مکانوں کی طرف بھی جماعت احمدیہ پوری طرح توجہ کرے گی تو جنت کا وہ کم از کم تصور جو بنی نوع انسان کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے اسے مکمل کر لے گی۔ اس میں اضافے ہوں گے اور ہوتے چلے جائیں گے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے جو تعلیم دی ہے اس نے اس میں بہت ہی زیادہ حسن پیدا کر دیا ہے اور بہت ہی وسعت پیدا کر دی ہے لیکن جیسا کہ تمام احباب جماعت کو علم ہے کہ ہم پر دوسری ذمہ داریاں بھی کچھ کم نہیں۔ ان میں عبادت سے تعلق رکھنے والی بھی ہیں اور خدمت خلق کے دوسرے تقاضوں کو پورے کرنے والی بھی اتنی زیادہ ہیں کہ ہم اپنی خواہش کے مطابق فی الحال غربا کی ہمدردی میں اتنا خرچ نہیں کر سکتے جتنا کہ ہماری تمنا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری توفیق کو انشاء اللہ بڑھاتا چلا جائے گا اور جوں جوں توفیق بڑھے گی ہم اس میدان میں بھی آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ میرے دل کی یہ خواہش ہے کہ ساری دنیا میں ہمدردی کرنے والوں میں سب سے زیادہ ہمدردی کا عملی اظہار جماعت احمدیہ کی طرف سے ہو اور دنیا میں کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ موسیٰؑ کی جماعت نے بنی نوع انسان کی یہ خدمت کی اور عیسیٰؑ کی جماعت نے یہ خدمت کی اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی جماعت نعوذ باللہ پیچھے رہ گئی اس لئے جہاں تک مذاہب کے مقابلہ کا تعلق ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ کو پیش نظر رکھتے ہوئے میرے دل میں خدا تعالیٰ نے اس معاملہ میں بے انتہا جوش پیدا کیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ایسے عظیم الشان کام سرانجام دے جو اپنی وسعت کے ساتھ اپنی شدت میں بھی بڑھتے رہیں یہاں تک کہ جماعت احمدیہ ساری دنیا میں بنی نوع انسان کی سب سے زیادہ ہمدردی رکھنے والی اور ہمدردی میں عملی قدم اٹھانے والی جماعت بن جائے اور آنحضرت ﷺ کے دین کو اس پہلو سے بھی ساری دنیا کے ادیان پر غلبہ نصیب ہو جائے۔

چنانچہ خدمت خلق کی مختلف تحریکات جو جماعت میں جاری ہیں ان میں سے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا 'بیوت الحمد' کی تحریک ایک ایسی تحریک ہے جو گزشتہ سال جاری کی گئی۔ اس کی رپورٹ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ اس تحریک پر کوئی غیر معمولی زور نہیں دیا گیا تھا کیونکہ گزشتہ مالی سال کے

دوران ہم زیادہ تر لازمی چندہ جات اور وصیت کے چندوں پر زور دیتے رہے اس لئے میں نے یہ کہا تھا کہ وہی لوگ اس تحریک میں شامل ہوں جو اپنے چندے شرح کے مطابق ادا کرتے ہیں اور حسب توفیق جتنا وہ دے سکتے ہیں اس تحریک میں بھی دیں لیکن بہت زیادہ بوجھ نہ اٹھائیں۔ چنانچہ اس عام تحریک کے نتیجہ میں جس کی یاد دہانیاں نہیں کرائی گئیں، کوئی خطوط نہیں لکھے گئے، الفضل میں بار بار اس کی تحریکات نہیں کی گئیں، خدا تعالیٰ کے فضل سے 14،83،833 روپے وصول ہو چکے ہیں اور اس میں سے اب تک جو خرچ ہوا ہے وہ 2,56,800 روپے ہے جس سے ایسے 42 افراد کو مدد دی گئی ہے جن کے مکانات مثلاً مرمت کے محتاج تھے اور خطرہ تھا کہ اگر مرمت نہ کی گئی تو منہدم ہو جائیں گے یا بے پردگی ہوتی تھی مثلاً چار دیواری نہیں تھی کسی غریب نے دو کمرے ڈال لئے لیکن چار دیواری نہیں تھی یا بعض کے گھروں میں غسل خانے نہیں تھے، کسی کے پاس باورچی خانہ نہیں تھا، کسی کے اہل خانہ زیادہ تھے اور اس کے مقابل پر جگہ کی بہت دقت تھی، ایک ایک کمرے میں گھر کی بیٹیاں بھی اور نو بیاہتا جوڑا بھی ہے غرض جو لوگ فوری مدد کے محتاج تھے ان کی مدد کی گئی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے 42 خاندانوں نے اس سے استفادہ کیا ہے۔

لیکن جو اصل کام پیش نظر ہے وہ یہ ہے کہ وسیع پیمانے پر گھروں کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا جائے تا کہ بعض غربا کو بنا بنایا پورا گھر مہیا کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں میں نے ساتھ ہی یہ تحریک کی تھی کہ ہماری جماعت کے آرکیٹیکٹس اور انجینئرز ایسی سکیمیں بنا کر بھیجیں کہ ہمارے عام ملکی حالات کے لحاظ سے اور دونوں موسموں کے اعتبار سے موزوں مکان کیسے بنائے جاسکتے ہیں جو سستے بھی ہوں اور اچھے بھی ہوں۔ چنانچہ کئی انجینئرز نے خدا کے فضل سے بڑی محنت سے بعض منصوبے بنا کر بھیجے ہیں جو اس وقت زیر غور ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی اچھا نقشہ مل گیا تو اس کے مطابق ہم انشاء اللہ تعمیرات کا کام بھی شروع کر دیں گے۔ ادھر زمین بھی زیر نظر ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ حاصل کر لی جائے گی۔ ایسی (Colonies) نئی آبادیاں تعمیر کرنے کا خیال ہے جن میں گھر مکمل کرنے کے بعد بعض ایسے خاندانوں کے سپرد کر دیئے جائیں گے جو غربت کے باوجود جماعتی اخلاص اور خدمتوں میں بھی نمایاں ہوں کیونکہ جہاں تک ضرورت کا تعلق ہے وہ تو غیر محدود ہے اس لئے لازماً پہلے ہمیں کوئی طریق کار اختیار کرنے پڑے گا، بعض لوگوں کو ترجیح دینی پڑے گی، کوئی ایسا راستہ ڈھونڈنا

پڑے گا جس سے زیادہ مستحق لوگ سامنے آئیں۔ چونکہ ربوہ میں رہنے والوں کو ہم باقی شہروں کی نسبت زیادہ نیک اور زیادہ خداترس دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے تقویٰ کو بھی اس معیار میں داخل کیا گیا ہے۔ ویسے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ خدمت خلق میں تقویٰ کے معیار کو پیش نظر رکھنا شرط نہیں ہے بلکہ قرآنی تعلیم تو بعض منافقین اور ظالموں پر بھی خرچ کرنے سے نہیں روکتی بلکہ بعض صحابہ نے جب قسمیں کھائیں کہ ہم فلاں گندے لوگوں پر خرچ نہیں کریں گے تو قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ (النور:۲۳)

کہ تم میں سے جو صاحب فضیلت لوگ ہیں وہ ایسی قسمیں نہ کھائیں کہ فلاں پر ہم خرچ نہیں کریں گے اور فلاں پر خرچ نہیں کریں گے اس لئے یہ مراد بہرحال نہیں ہے کہ غریب کی ہمدردی کے وقت لازماً نیکی کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ لیکن مرکز کے تقاضوں کے پیش نظر ایک زائد شرط ہمیں عائد کرنی پڑے گی کیونکہ یہ تو مجبوری ہے ہم ہر ایک کو توفی الحال بنا کر دے بھی نہیں سکتے یعنی جب خدا توفیق بڑھائے گا تو پھر جماعت جتنے زیادہ مکان دے سکے گی دے گی لیکن فی الحال ہمیں مجبوراً کچھ ایسی شرطیں رکھنی پڑیں گی کہ دائرہ محدود ہو جائے۔ اس سکیم کو میں وسعت دینا چاہتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ جلسہ جوبلی تک ہم کم از کم ایک کروڑ روپے کی لاگت سے مکان بنا کر غربا کو مہیا کر دیں یعنی جماعت کے جو سو سال گزر رہے ہیں ان کے ہر سال پر صرف ایک لاکھ روپیہ اگر ہم ڈالیں تو ایک کروڑ بن جاتا ہے اور پھر بعد میں انشاء اللہ ایک کروڑ مکانات بھی ہوں گے لیکن فی الحال ایک کروڑ روپے کی تحریک کی جاتی ہے۔

میرا گزشتہ سال کا وعدہ دس ہزار روپے کا تھا جو میں نے ادا کر دیا تھا بہت ہی معمولی رقم تھی۔ اب میں اپنے اس وعدہ کو بڑھا کر ایک لاکھ کر رہا ہوں اور آئندہ چار سال میں انشاء اللہ یہ وعدہ پورا کر دوں گا۔ باقی دوست جو ایک لاکھ کے وعدے کر چکے ہیں وہ غالباً تین یا چار اور ہیں تو پانچ لاکھ کا تو اس طرح اکٹھا انتظام ہو گیا جو اس سے پہلے وعدے آچکے ہیں ان کو شامل کر لیا جائے۔ یعنی ان پانچ لاکھ کے علاوہ اگر ہمیں اسّی دوست ایک ایک لاکھ کا وعدہ کرنے والے مل جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ بڑی آسانی کے ساتھ یہ معاملہ طے ہو جائے گا لیکن کوشش یہ کرنی چاہئے کہ ادائیگی میں جلدی کی جائے کیونکہ میں اس کو صد سالہ سکیم کا حصہ بنانا چاہتا ہوں یعنی جس سال ہم صد سالہ جشن منا رہے ہوں اس

سال ہماری خوشیوں میں بعض ایسے غریب بھی شامل ہوں جن کے پاس پہلے کوئی مکان نہیں تھا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور احمدیت کی برکت سے اس سال ہم ان کو نئے مکانوں کی چابیاں سپرد کریں اس لئے اس نئے ایک کروڑ کی ادائیگی میں ہمیں جلدی کرنی چاہئے اور اگر اس مد میں زیادہ رقم بھی جمع ہو جائے گی تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ یعنی یہ شرط نہیں ہے کہ صرف ایک کروڑ ہی ہو۔ دو کروڑ، تین کروڑ یا جماعت کو جتنے کی توفیق مل سکتی ہے دے دے لیکن ایک کروڑ کم از کم حد ہے۔ جہاں تک اس ایک کروڑ کا تعلق ہے اگرچہ اس کی حیثیت ویسے آجکل کے لحاظ سے تو کچھ نہیں ہے لیکن ایک کروڑ مقرر کرنے میں میرے پیش نظر ایک رؤیا ہے جو صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے گزشتہ سال اس کی تحریک کرنے کے کچھ عرصہ بعد دیکھی تھی۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک غریبانہ مکان میں ایک چارپائی پر تشریف فرما ہیں اور لگتا ہے کہ وہ مکان ہے تو غریبانہ لیکن صاف ستھرا اور نیا بنا ہوا مکان ہے اور فرماتے ہیں ایک کروڑ! اور اس کے بعد وہ رؤیا ختم ہوگئی۔ چونکہ اس سے پہلے بیوت الحمد کی تحریک ہو چکی تھی اس لئے جب انہوں نے مجھے یہ خواب لکھ کر بھجوائی تو میں نے یہی تعبیر کی کہ اس کا پہلا حصہ یہ بنے گا کہ ہم ایک کروڑ روپیہ کم از کم اس تحریک پر خرچ کریں اور دوسرا یہ ہوگا کہ جماعت احمدیہ ایک کروڑ مکانات بنائے۔ یہ جو دوسرا حصہ ہے اس کے متعلق میں یہ امید رکھتا ہوں کہ اگلے سو سال کے جشن کے وقت انشاء اللہ پورا ہو جائے گا۔ پس اس خواب کی تعبیر کے ایک حصہ کا آغاز ہم کر دیتے ہیں اور اپنے رب سے توقع رکھتے ہیں کہ اس کی دوسری تعبیر بھی بعینہٖ پوری کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے گا۔

باقی جو دوست اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکتے ان سے میں یہ کہتا ہوں کہ وہ دعائیں کریں اور ضروری نہیں ہے کہ ایک لاکھ کی توفیق ہو تبھی اس میں حصہ لیا جائے اگر زیادہ کثرت کے ساتھ دوست شامل ہونا چاہتے ہیں تو ضرور شامل ہوں کیونکہ یہ بہت ہی مبارک تحریک ہے جو لوگ بھی ان مکانوں میں رہیں گے خدمت کرنے والوں کو ہمیشہ ان کی دعائیں پہنچتی رہیں گی اس لئے اس تحریک میں کم سے کم روپیہ کے لئے میں کوئی حد مقرر نہیں کرتا۔ اگر کوئی دوست چار آنے دے کر بھی اس میں شامل ہونا چاہے تو سیکرٹریان مال اس کے چار آنے بھی قبول کر لیں، اس لئے بے شک وسعت پیدا ہو جائے اگرچہ اس سے حساب میں تھوڑی سی مشکل تو پیدا ہوتی ہے لیکن کوئی حرج نہیں جو

بھی کوئی دے سکتا ہے وہ قبول کرلیا جائے تا کہ لوگ کثرت سے اس ثواب میں شامل ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم عبادت کے تقاضے بھی پورے کرسکیں اور خدمت خلق کے تقاضے بھی پورے کرسکیں کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے امر واقعہ یہ ہے کہ ساری دنیا میں بنی نوع انسان کی خدمت کا فرض سب سے زیادہ مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے۔ دنیا کی اور کوئی تعلیم ایسی نہیں ہے جس نے بنی نوع انسان کی خدمت پر اتنا زور دیا ہو لیکن بدقسمتی سے اس وقت عالم اسلام کو بنی نوع انسان کی خدمت کرنے کی دنیا کی قوموں میں سب سے کم توفیق مل رہی ہے۔ عیسائیت کے نام پر جتنے شفا خانے جاری ہیں، جتنے سکول کھولے گئے ہیں، جتنے دیگر ہمدردی کے کام کئے گئے ہیں، سیلابوں میں اور مصائب میں چرچ کی طرف سے جو خرچ ہوتا ہے جب اس پر نظر پڑتی ہے تو دل کٹ جاتا ہے کہ جن کے سپرد اللہ تعالیٰ نے یہ کام کیا تھا ان سے وہ لوگ بازی لے گئے ہیں۔ جن کے سپرد کسی زمانہ میں چھوٹا سا کام ہوا تھا اور اب ان کو اس سے فارغ کیا جا چکا ہے، ان سے یہ خدمتیں لی جا چکی ہیں لیکن وہ اپنے طور پر یہ خدمتیں کرتے چلے جا رہے ہیں اور جن خدام کو اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لئے چنا تھا وہ ملازمت میں ہوتے ہوئے بھی خدا کی نوکری میں شامل رہتے ہوئے بھی اس خدمت سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ یہ ہے وہ خطرناک صورتحال جس کے لئے ہر احمدی کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہونی چاہئے اور اسے یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم جلد از جلد خدمت کے ہر میدان میں آنحضرت ﷺ کا جھنڈا دنیا کی ہر قوم کے سردار کے جھنڈے سے اونچا بلند کریں۔ یہی ہماری دعا ہے اور یہی ہماری تمنا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں یہ تمنا پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۳۰رنومبر ۱۹۸۳ء)